NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

دینی سیاسی جماعتوں کی لبرل اور سیکولر فکر کے تناظر میں سیاسی و نظریاتی جدوجہد

Ideological and Political Efforts of Religious Parties: A Critical and Analytical study in the Context of Liberalism and Secularism

Dr. Muhammad Sohail Ahmad
Assistant Professor (Visiting), Department of Islamic studies, Thal University Bhakkar. Email: drmsohailahmad@gmail.com
Dr. Gulam Mustafa
Lecturer, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology AJK
Mustafa.iis@must.edu.pk

Abstract

The article explores the ideological and political struggle of religious political parties of Pakistan like Jamaat-e-Islami, Jamiat Ulema-e-Islam, Jamiat Ulema-e-Pakistan, Jamiat Ahl-e-Hadith, and Tehreek-e-Islami (Shia Ulema Council) in contradiction of liberalism and secularism. It is fact that secular ideologies have active role in all social and government institutions of Pakistan to create hurdles in Islamization. These ideologies effects on society, governance, politics, education and economic affairs to wrecked the religious factors. The leadership of religious political parties focus on these ideologies and their methodologies and rejected with logical reasoning that is cause the western ideologies dislike the religious politics.The study judgmentally evaluates how religious political parties have replied to liberalism-secularism whether through election, political alliances, public mobilization, or ideological critique. It also explores the similarities and differences among these parties, brilliant their various denominational and theological circumstances, while classifying the points of convergence in their collective struggle to liberals and seculars.The article critically investigating the mode of resistance, strategies, discourses and multidimensional struggle like spanning ideological, political, and socio-cultural domains. The finding of research demonstrates that controversy between religious parties and liberalism & secularism forces in Pakistan is not through parliamentary legislative debates, confined to theoretical debates but also across social platform, governance, media illustration, and societal transformation, raising fundamental questions about the relationship between religion, politics, and modernity in a Muslim-majority context. These religious political parties Despite their religious and sectarian transformations, these parties join on a shared opposition to secular-liberal models, framing them as threats to Pakistan's ideological foundations.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
18-11- 2025
Revised:
19-11- 2025
Accepted:
01-12- 2025
Online:
03-12- 2025

Keywords: Islamization,Liberalism, Secularism, Ideological Struggle,Media discourse.

CC BY

1. موضوع کا تعارف

پاکستان کی انتخابی تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ عامۃ الناس میں سے نفاذ شریعت کا خواہشمند طبقہ مثالی اسلامی ریاست کے قیام کی امید دینی سیاسی جماعتوں سے وابستہ کیے ہوئے ہے۔ اس لیے دینی سیاسی قیادت محض مسلکی و فقہی تعلیم و تربیت تک محدود نہیں رہی بلکہ منشور کے مطابق عملی سیاست کے ذریعے پاکستان کو نظریاتی طور پر اسلامیانے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ بالخصوص قرار داد مقاصد کی منظوری اور آئین میں اسلامی دستور کی دفعات کی شمولیت کے بعد جہاں مغربی اثرات، نو آبادیاتی ورثہ اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ لبرل اور سیکولر نظریات وافکار کے فروغ کے ذریعے ریاستی اداروں پر اثر انداز ہونے لگا وہاں دینی جماعتوں نے اپنے نصب العین کے مطابق مضبوط فکری و سیاسی بیانیہ تشکیل دے کر سیاست، معیشت اور سماجی ڈھانچے کو مذہبی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بیانیہ جدید لبرل اور سیکولر رجحانات کے مقابلہ میں اسلامی شریعت، اقدار اور تہذیبی ورثے کا عکاس رہا ہے۔ اس جدوجہد میں دینی سیاسی قیادت اپنے تئیں معاشرتی اصلاح، قانون سازی، عوامی بیداری اور سیاسی دباؤ کے ذریعے اپنی فکری بنیادوں کو مضبوط اور نافذ کرنے کی بھرپور محنت کی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں مختلف فقہی مذاہب کی موجودگی میں متفقہ سیاسی جدوجہد مشکل کام ہے لیکن دینی سیاسی جماعتوں نے قراردِاد مقاصد سے دستور سازی تک مشترکہ پلیٹ فارم سے کوشش کی اور کامیاب ہوئے کیونکہ ان جماعتوں کا ہدف نہ صرف مذہبی اقدار کا تحفظ ہے بلکہ براہ راست قانون سازی میں شریک کر ریاست کو نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق چلانا ہے۔ ان جماعتوں میں جماعت اسلامی، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت اہل حدیث، اور تحریک اسلامی (شیعہ علماء کونسل) اپنے مخصوص مکتب فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک مشترکہ مقصد یعنی اسلامی تشخص کا تحفظ اور شریعت پر مبنی سیاسی و سماجی نظام مختلف سیاسی ادوار میں لبرل و سیکولر افکار کے مقابلے میں اپنے بیانیہ کا تحفظ کرتے ہیں۔ کبھی انتخابی سیاست کے ذریعے، کبھی اتحاد واپوزیشن کی شکل میں اور کبھی عوامی تحریکوں کے ذریعے ان جماعتوں نے یہ کوشش کی کہ لبرل ازم اور سیکولر ازم کے بڑھتے ہوئے اثرات کا مقابلہ کیا جاسکے۔ اسی تناظر میں یہ تحقیق دینی سیاسی جماعتوں کی نظریاتی و سیاسی جدوجہد اور ان کے بیانیے کو لبرل و سیکولر فکر کے ساتھ تقابلی و تجزیاتی انداز میں جانچنے کی کوشش کرے گی، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ یہ کشمکش محض فکری سطح پر ہے یا عملی سیاست اور سماجی تشکیل پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مقالہ ہذا دینی سیاسی جماعتوں کے کردار کو سمجھنے، لبرل اور سیکولر فکر کے درمیان سیاسی نہیں فکری اور تہذیبی اختلافات کو واضح کرنے اور پاکستانی معاشرے کو اسلامیانے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں دینی سیاسی جماعتوں کا کردار واضح کرتا ہے۔

2. مسئلہ تحقیق (Statement of Problem)

پاکستان میں دینی سیاسی جماعتوں کی جدوجہد دو پہلوؤں پر محیط ہے ایک طرف نفاذ اسلام کا نعرہ اور دوسری طرف لبرل اور سیکولر قوتوں کے ریاستی اداروں اور معاشرے پر اثرات کے مدمقابل مذہبی بیانیہ کی تشکیل ہے۔ جبکہ معاشرتی سطح پر ان کو مذہبی شدت پسندی، سیاسی مفاد پرستی کا محرک اور الحادی افکار کو یورپی تہذیب کی تقلید اور مذہبی اقدار سے انحراف کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس نظریہ کے پسِ منظر میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ دینی سیاسی جماعتوں نے لبرل و سیکولر افکار کے مقابلے میں سیاسی بیانیہ کی تشکیل اور پاکستان کی سیاسی، معاشی اور فکری فضا میں کیا کردار ادا کیا ہے؟

3. جماعت اسلامی

جماعتِ اسلامی کے بانی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ہیں جنہوں نے 1941ء میں اقامت دین کے اصول پر جماعت تشکیل دی جس کا مقصد انفرادی واجتماعی سطح پر اسلامی تعلیمات کا فروغ اور نفاذِ اسلام کے متصادم قوتوں کے مدمقابلہ اسلامی تصور کو اجاگر کرنا رہا ہے۔ ذیل میں

جماعتِ اسلامی کا پاکستان میں الحادی افکار پر بیانیہ کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

3.1 جماعتِ اسلامی کا بیانیہ:

مملکت خداداد پاکستان کی بنیاد ایسا کلمہ ہے جو زندگی گزارنے کے اصول اور طریقہ کار کی وضاحت کرتا ہے لیکن لادینی قوتیں اسلامی تعلیمات کے نفاذ کو برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ابتداء ہی سے اپنے پنجے گاڑنے شروع کر دیے تاکہ مذہبی طبقوں کے خلاف ذہین سازی کر کے مغربی تہذیب و تمدن کی طرف مائل کیا جاسکے۔ جماعتِ اسلامی کے سابق امیر قاضی حسین احمد کہتے ہیں کہ سیکولر ،لبرل طبقات روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر مسلمانوں کو مغربی تہذیب و تمدن کی طرف راغب کیا جارہا ہے کیونکہ ان طبقات کے نزیک اعتدال پسندی یہ ہے کہ امت مسلمہ اپنا تشخص بھول کر نفاذِ اسلام کے نعرہ سے دستبردار ہو جائے اور اس کی تشہیر میں پاکستان کے اربابِ اختیار بھی روشن خیالی کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں۔[1] اس لیے عوام میں شریعتِ اسلامیہ کا فروغ ضروری ہے تاکہ وہ اسلامی اور غیر اسلامی اقدار میں فرق کر سکیں۔

3.2 سیکولر اور لبرل طبقات کے مقاصد پر مؤقف:

جماعتِ اسلامی چونکہ ایک انقلابی جماعت کے طور پر معرضِ وجود میں آئی اور امت مسلمہ میں اقامت دین کا شعور پیدا کر کے اسلامی نفاذ کے لئے جدوجہد کرتی آرہی ہے۔ جماعت کا خیال ہے کہ لادینیت پاکستانی معاشرے کا زہر قاتل ہے جو اسلام کی مرکزیت کو کمزور کرنے اور مسلم دنیا میں اپنے پنجے گاڑھ کر اسلامی عقیدہ و تہذیب اور نظام پر براہ راست حملہ کے ذریعے اس کی جڑوں کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلامی عقیدہ کو غیر مؤثر بنانے کے لیے مغرب نے دین کو ذاتی اور انفرادی معاملات تک محدود کرنے کی سازش کی ہے تاکہ عیسائیت کی طرح مذہب مسجد تک محدود ہو جائے اور معاشرے میں مادر پدر آزادی دی جائے تاکہ مسلمان اسلام کے بنیادی نظریات کو بھول جائیں اور نفاذِ اسلام عملاً ممکن نہ ہو۔[2]. جماعتِ اسلامی کی دینی فکر کی حامل اور مغربی ایجنڈوں سے باخبر قیادت کو اس بات کا ادارک ہے کہ مغرب نے مسلم دنیا میں اپنے خفیہ ایجنڈے کو پورا کرنے کے لیے ذہنی اور مالی سرمایہ صرف کیا۔ مغربی طاقتوں نے جس کو بنیاد بنا مسلمانوں کی نسل کو عیاشی اور فحاشی کی راہ پر لگایا اور نفس پرستی کو عام کر کے مسلمانوں کے اخلاقی وجود کو کھوکھلا کرنے کی سازشیں روزِ اول سے جاری ہیں۔ کیونکہ ان کا نصب العین یہی ہے کہ اسلامی حمیت اور تہذیبی غیرت فنا ہو جائے سیکولر اور لبرل طبقات پاکستان میں ایک ایسی نسل نو تیار کرنا چاہتے ہیں جو رسمی طور پر اسلام کے نام لیوا ہوں مگر عملی زندگی میں مغربی تہذیب کے حامل اور ناقل ہوں۔ چنانچہ ان اہداف و مقاصد کے حصول کے لیے عریانیت، عیاشی اور فحاشی کو مختلف طریقوں سے پھیلایا گیا۔ تعلیم، کلچر، ادب، فنونِ لطیفہ ذرائع ابلاغ، الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ لادینیت کا سیلاب اس وقت پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو ڈبونے کی کوشش کر رہا ہے۔ جنسی غلاظت اور اخلاقی گراوٹ پر تہذیب و ترقی کا لیبل لگا کر خوش نما بنایا گیا۔ مغرب کی ہر شے پر نوجوان فریفتہ ہونے لگے اور مغرب کی اخلاق باختگی کی بازگشت مسلم دنیا میں سنی جانے لگی۔[3] سیکولر اور لبرل طبقات کے خلاف جماعتِ اسلامی کی قیادت کا بیانیہ یہ ہے کہ لادینی نظریات اور فکر کا زہر معاشرے میں پھیلنے سے روکنا ہے اور اس کے لئے اقامت دین کا جھنڈا اٹھانا ہو گا تاکہ نوجوان نسل اپنی علمی و نظریاتی میراث کی جانب لوٹ آئے۔

3.3 حقوقِ نسواں اور جماعتِ اسلامی:

پاکستان میں خواتین کے حقوق کی تحریکات کے اثر و رسوخ کے تناظر میں اپنی جماعت کی ذیلی تنظیموں کو مخاطب کر کے قاضی حسین

کہتے ہیں کہ پاکستانی معاشرے میں حقوقِ نسواں کے نام پر جنسی بے راہ روی اور خواتین کو اسلامی تعلیمات سے منحرف کرنے کے لیے سیکولر اور لبرل طبقات مصروفِ عمل ہے اس لیے اسلامی جمعیت طالبات کو مخاطب کر کے یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ اس مغربی تہذیبی و ثقافتی یلغار کا مقابلہ کریں اور گھروں میں موجود عورتوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروائیں تاکہ یہ طبقات اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکیں اور مسلم خواتین قرآن و سنت سے ہم آہنگ رہیں۔ ملک بھر میں چادر اور حجاب کی تحریک چلا کر ثقافتی یلغار اور نیم برہنہ لباس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔[4] یہ وہ جدوجہد ہے جس نے جماعت کے موقف کو عوام میں پہنچایا اور مسلمان عورت کی عزت اور پردہ و حیا کا تقدس برقرار ہے۔

3.4 فکری و تہذیبی اثرات:

پاکستان میں مختلف ادارے اور افراد مسلسل اقامت دین کی راہ میں الحادی افکار کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں جو دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے نسل نو کو دین کی اصل روح سے منحرف کرتے ہیں۔ اس پر لبرل اور سیکولر طبقات کے معاشرے میں اثرات کا ذکر کرتے ہوئے جماعتِ اسلامی کے میاں طفیل محمد کہتے ہیں:

"سیکولر اور لبرل طبقات کے فکری و تہذیبی اثرات کا مسلمانوں میں سرایت کرنے کی تاریخ پرانی ہے پھر قیام پاکستان کے بعد مغرب کی تیار کردہ انتظامیہ کا مسلط ہونے سے ان افکار کو مزید تقویت ملی۔ جس نے نوجوان طبقہ کو علمی ورثہ، آبا و اجداد کے شاندار ماضی اور تہذیب و ثقافت کی روایات سے کوسوں دور کر دیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ تربیتی اداروں نے مغرب کی تہذیب و ترقی کو واجب الاتباع نمونہ مان کر تسلیم کر لیا ہے"[5]

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے اداروں نے مغربی تہذیب کو اپنایا اور اس کی تبلیغ کو فروغ دیا جس نے نسل نو کو اسلامی نظریہ حیات کے متعلق شک و شبہات میں ڈالا ان کی اصلاح کے لیے جماعتِ اسلامی نے ہر میدان میں اپنے تربیت یافتہ افراد کے ذریعے بھرپور محنت کی اور صحیح اسلامی تعلیمات پہنچانے میں کردار ادا کیا۔

3.5 سوشلسٹ تحریک اور جماعتِ اسلامی:

ہر دور میں سرمایہ دارانہ اور سودی نظام کی داعی تحریکوں نے متوسط طبقہ کو سبز باغ دیکھا کر اپنے جال میں پھنسانے اور مذہب سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس پر جماعتِ اسلامی کے میاں طفیل محمد کہتے ہیں کہ جہاں تک اشتراکیت کا تعلق ہے تو پاکستان میں اس کے پراپیگنڈا کو ہر ذی عقل آدمی محسوس کرتا تھا۔ کیمونسٹوں نے طلبہ، مزدور، صحافی اور دانش ور طبقے کو اپنا اولین ہدف بنایا، جبکہ ریڈیو، ٹیلی وژن اور قلم کو اپنے عقائد کی ترویج کے لیے کامیابی سے استعمال کیا۔ جماعتِ اسلامی کے رسائل و جرائد اس معاملے میں بڑی وضاحت سے درست نظریہ واضح کرتے رہے ہیں۔[6]

3.6 بھٹو کا نعرہ سوشلزم اور جماعتِ اسلامی:

1967ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی سیاسی حکمتِ عملی کے تحت سوشلزم کو آرگن کے طور پر استعمال کیا اور سیاسی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کی جس پر مولانا مودودی نے کہا تھا کہ پاکستان محمد ﷺ کے ماننے والوں کا ملک ہے اور یہاں پر صرف اسلام کی بات ہو گی۔ مسلمان اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہر محاذ پر لڑنے کو تیار ہیں ہم ایک وقت میں آمریت اور لادینیت کا مقابلہ کریں گے اور پاکستان میں اسلام کے علاوہ کوئی نظام لاگو نہیں کرنے دیں گے۔[7] جماعتِ اسلامی روزِ اول سے اس بات کی داعی ہے کہ پاکستان میں اسلامی تعلیمات کو فروغ

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

دیا جائے اور نسل نو میں اسلامی فکر کو اجاگر کیا جائے تا کہ لادینی قوتوں کو ناکام کیا جاسکے۔ کیونکہ مغربی ایجنڈا مسلمانوں کو فکری طور پر اغواء کرنے کے لئے ایسا نظریہ پیش کرتا ہے جو نفسِ انسانی کو اپنی طرف مائل کرے اور وہ مذہب سے بیزار ہو جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ جماعتِ اسلامی ان طبقات کے خلاف ٹھوس اقدامات کرتی رہی ہے جماعتِ اسلامی پر نقد کرنے والے بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں جیسا کہ حافظ تقی الدین کہتے ہیں کہ "جماعتِ اسلامی کے عقیدہ اور پروگرام میں سب سے زیادہ اولیت سوشلزم کی مخالفت کو دی گئی"[8]

پاکستان میں جب بھی کسی فورم پر لادینی قوتوں نے اسلامی تعلیمات کے خلاف کوئی کام کیا ہے تو جماعتِ اسلامی میدان میں اتری ہے جیسا کہ ویلنٹائن کے موقع پر جماعتِ اسلامی یومِ حیا منعقد کرتی ہے، عورت مارچ پر جماعتِ اسلامی عورتوں کے اسلامی حقوق کی تبلیغ کرتی نظر آتی ہے اور اس طرح بھٹو سوشلزم پر جماعتِ اسلامی نے کئی کتابچے شائع کیے۔

دینی سیاسی جماعتوں میں سے جماعتِ اسلامی ایسی جماعت ہے جو ملکی و غیر ملکی حالات سے باخبر اور اسلام مخالف طاقتوں کی حرکات وسکنات پر کڑی نظر رکھنے کے ساتھ ہر محاذ پر مضر اثرات کے سدِباب کے لیے جدوجہد کرتی ہے۔ اس لیے آج پاکستان میں لبرل ازم اور سیکولر ازم[9] کو پھلنے پھولنے سے روکنے میں اہم کردار جماعتِ اسلامی کا ہے جس نے ہر محاذ پر ایسے اٹھنے والے فتنے کے خلاف عملی طور پر کردار ادا کیا ہے۔ چاہیے لادینیت کے حامیوں نے اس کو معاشرے میں عام کرنے کی کوشش کی ہے یا ایوان میں اس کے حق میں قانون سازی کرنے کی جسارت کی ہے تو جماعت کی زیرک قیادت نے ایوان کے اندر اور باہر اس فتنہ کے نقصانات سے لوگوں کو آگاہ کیا ہے۔ جماعتِ اسلامی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ دور جدید کے فتنوں کے سدباب اور ملک میں نفاذِ اسلام کے لیے ہر فورم پر ہر اول دستہ کا کردار ادا کرتی نظر آتی ہے۔

4. جمعیت علماء اسلام

جمعیۃ علماء اسلام بنیادی طور پر جمعیت علماء ہند کا حصہ ہے جو پاکستانی سیاست میں فعال کردار ادا کرتی آ رہی ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اس کے بانی ہیں جو قائداعظم محمد علی جناح کے قریبی ساتھی اور تحریک پاکستان کے متحرک رکن ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کو اسلامیانے کے لیے قرار داد مقاصد کو مرتب اور منظور کروالے والی شخصیت ہیں۔ اس لیے جمعیت علماء اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ نفاذِ اسلام کی بنیاد پر ہر دور میں ایوان کا حصہ ہونے کے ساتھ مذہبی اقدار کے فروغ اور تحفظ کے لیے ہر محاذ پر اپنی ذمہ داری پوری کرتی رہی ہے۔

4.1 جمعیت علماء اسلام کا مؤقف:

قیامِ پاکستان کا مقصد ایسی مثالی اسلامی ریاست کا قیام تھا جہاں مسلمان اپنے خدا کے حکم کے مطابق زندگی گزاریں اور ہر قسم کی غیر اسلامی اقدار سے بیزاری کا اعلان کر سکیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد سے اقتدار ایسے افراد کے پاس رہا جو مغربی تہذیب و تمدن سے متاثر تھے۔ جنہوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ میں روکاٹ بننے کے ساتھ ساتھ مغربی ثقافت کو مسلم معاشرے میں پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ دینی جماعتوں نے ہر زمانہ میں ایسے افکار کے حامل افراد کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسلامی حقانیت کو بیان کیا ہے۔ جمعیت علماء اسلام چونکہ مذہبی اور سیاسی دونوں میدانوں میں بیک وقت کردار ادا کر رہی ہے تو جمعیت نے ہر فورم پر مغرب پرستوں کا مقابلہ کیا۔ جمعیت علماء اسلام مغربی اقدار کی شدید مخالفت اور اسلامی اقدار کے فروغ کی داعی رہی ہے۔ مغربی ثقافت پر جمعیت کے کردار پر لطف اللہ حنفی رقمطراز ہیں:

> "جمعیۃ علماء اسلام نے پارلیمانی فورمز، رائے عامہ کی تشکیل اور بین الاقوامی لابیوں کی راہ میں ایک مضبوط دیوار کی مانند مضبوط اعصاب اور موثر حکمت عملی کے ساتھ ثابت قدمی سے ڈٹ کر امت کا مقدمہ لڑا ہے۔ جمعیت کا کارکن مغربی حلقوں کے ایجنڈے کے خلاف الگ سے متحرک ہے اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پھیلتی ہوئی فحاشی، مادیت، مذہب

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

بیزاری کی لہر کے خلاف کم ترین وسائل سے ایک جنگ دباؤ کے اندر لڑ رہا ہے۔ جمعیت کا کارکن فرقہ وارنہ مزاج، اس مزاج کی ترویج وترقی کے لیے تیار شدہ تحریر مواد اور نیٹ ورک کے مقابلے میں گزشتہ تین دہائیوں سے تحمل، برداشت کی دعوت دے رہا ہے "[10]

جمعیت علماء اسلام کا یہ بیانیہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ جمعیت حکومتی سطح پر لبرل ازم اور سیکولرازم کے خلاف ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہے میڈیا پر ہو تقریری ہو یا تحریری حالانکہ اس جدید دور میں مغرب پرست عناصر کا مقابلہ کرنے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اس سطح کے وسائل جمعیت کے پاس نہ ہونے کے برابر ہیں اس کے باوجود اپنا کردار بخوبی نبھا رہے ہیں۔

4.2 اسلامی مذاکرہ 1957ء:

حکومتِ پاکستان نے 1957ء میں "اسلامی مذاکرہ" کے نام سے ایک کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں قومی اور بین الاقوامی سطح کے معروف اسکالرز کو مدعو کیا گیا اس میں امیر جمعیت علماء اسلام مولانا احمد علی کو بھی دعوت نامہ موصول ہوا جس میں مقالہ کو 27ء دسمبر تک جمع کروانا تھا۔ امیر جمعیت علماء اسلام نے اپنے سیاسی فہم کی بنیاد پر اس میں شرکت سے معذرت کرلی۔ دراصل یہ کانفرنس ایک سازش تھی جو بعد میں سامنے آگئی۔ اسلامی مذاکرہ کے نام پر اسلامی تعلیمات اور علماء کرام کے کردار کو مجروح کیا گیا۔[11] جس کو جمعیت کی زیرک قیادت نے قبل ازوقت سمجھ لیا ورنہ اس کی تمام تر ذمہ داری جمعیت کے اکابرین پر ڈال دی جاتی کہ اسلام کے نام پر مغربی افکار کی اشاعت میں شریک تھی۔

4.3 امیر جمعیت علماء اسلام کا مؤقف:

میڈیا پر سیکولر اور لبرل نظریات کے فروغ پر جمعیت علماء اسلام نے ہمیشہ احتجاج کیا اور ہر پلیٹ فارم پر ان اقدار کے فروغ اور مغربی رفاہی اداروں کے پاکستانی اداروں پر اثرانداز ہونے کو بیان کیا۔ تاکہ مسلم معاشرے سے مغربی تہذیب وتمدن کو سرائیت کرنے سے روکا جائے ۔اسلامی تعلیمات کا فروغ ہی مسلم نوجوان کی زندگی میں انقلاب لا سکتا ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے امیر نے 1996ء میں روزنامہ مشرق کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ

> "پاکستان بے حیائی کا اڈا بن چکا ہے اور اب لوگ عیاشی کے لیے یورپی ممالک جانے کی بجائے پاکستان آئیں گے جب کہ سونیا گاندھی کا بیان ہمارے منہ پر تمانچہ ہے، جس کی ذمہ داری صرف حکومت ہے اس کے لیے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کا صرف ایک بیان کافی نہیں اس کے لیے سخت اقدامات کرنے ہوں گے کیونکہ یہ پاکستان کا معاشرہ ہے یہ نہ یورپ ہے اور نہ ہی بھارت جہاں ٹی وی پر سرعام فحاشی کے پروگرام چلائے جائیں یہاں شراب کی دکانیں کھل رہی ہیں اور دھڑا دھڑ پرمٹ دیئے جا رہے ہیں یہ اقدامات ناقابل برداشت ہیں، اس کے لیے کسی ایک کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے بلکہ پورے سسٹم کو لینا ہوگا "[12]

امیر جمعیت کا میڈیا پر بے حیائی اور فحاشی کے حوالے یہ بیانیہ اس بات کا عکاس ہے کہ قیادت پاکستان کے ہر ادارے پر نظر اور مغربی تہذیب وتمدن کا وسیع مطالعہ رکھنے کے ساتھ مغربی افکار کو پاکستان میں قدم جمانے سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتی نظر آتی ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ ایسے اداروں اور افراد کی سرپرستی حکومتیں کرتی ہیں اور پاکستان کا یہ المیہ رہا ہے کہ اقتدار ہمیشہ ایسے افراد کے ہاتھوں میں رہی ہے جو مغربی تہذیب سے متاثر اور ان کے داعی ہیں۔ ایسے طاقتور حلقوں کے سامنے لبرل ازم اور سیکولرازم کے خلاف اور اسلامی تعلیمات کے فروغ کی بات کرنا واقعی جمعیت کا قابل تحسین کارنامہ ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

4.4 اسلام زندہ آباد کانفرنس:

پاکستان میں سیاسی اور مذہبی ہمدردی کے حصول اور اپنا بیانیہ عامۃ الناس تک پہنچانے کے لیے جلسوں کا رواج عام ہے۔ دینی وسیاسی جماعتیں اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہیں لیکن جمعیۃ علماء اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اگر جمعیۃ علماء اسلام نے کہیں کسی جلسہ جلوس میں غیر اخلاقی حرکات کو دیکھا ہے تو اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ جب پاکستان میں کچھ جماعتوں نے مخلوط جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کیا اور ناچ گانے شروع کیے تو جمعیت علماء اسلام نے اس کے خلاف پاکستان زندہ باد کانفرنسوں کا انعقاد کیا جس میں غیر اخلاقی اور غیر اسلامی سرگرمیوں پر پابندی اور اسلامی اقدار کے فروغ کا مطالبہ کیا گیا۔ جمعیت علماء اسلام نے کراچی میں اسلام زندہ آباد کانفرنس کا انعقاد کرکے مغربی تہذیب کے حامیوں کو بھرپور جواب دیا اس تاریخی جلسہ نے ہر طبقہ کو متاثر کیا۔ بنیادی طور پر یہ کانفرنس جمعیت علماء اسلام کی سیاسی بصیرت کی عکاس ہے۔[13] اس طرح جمعیت علماء اسلام نے مغربی تہذیب کی اس یلغار کو روکنے کے لیے پورے ملک میں اسلام زندہ آباد کانفرنس بہاولپور، سرگودھا، قلات، سکھر، لاہور وغیرہ میں منعقد کی گئیں۔[14]

4.5 تحفظ تہذیب اسلام:

جمعیت علماء اسلام کا مؤقف ہے کہ یورپ مسلم ممالک میں اسلامی تہذیب و تمدن کو مٹانے کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہا ہے اور اس کے لیے میڈیا اور این جی اوز کا سہارا لے کر اسلامی تعلیمات کو منفی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تمام غیر مسلم ممالک براہ راست اسلامی ثقافت پر نظر انداز ہونے کی بجائے رفاہی خدمات کے نام پر اپنا زہر مسلم ممالک اور خاص طور پر پاکستان میں پھیلا رہے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام نے 26 جنوری 2014ء کو پشاور میں احتجاجی مظاہرہ بھی کیا جس میں پاکستان میں مغرب کی دراندازی اور این جی اوز کے ذریعے پھیلائے جانے والی عریانی و فحاشی کے ذریعے ہمارے عقائد کو خراب کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح 24 فروری کو بنوں، 27 فروری کو سوات اور 28 فروری کو مردان میں تہذیب اسلام کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں مغربی ایجنڈا کو بے نقاب کرکے اسلامی تہذیب و تمدن کے تحفظ کا عزم کیا گیا۔[15]

4.6 انسانی حقوق کانفرنس:

امریکہ اور مغربی قوتوں کی آنکھوں میں افغانستان میں اسلامی حکومت چبھ رہی تھی تو انہوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے حملہ کرنے کا پروگرام بنایا تو جمعیت علماء اسلام نے 2000ء میں پورے ملک میں انسانی حقوق کانفرنسیں منعقد کیں جن میں اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلام میں انسانی حقوق کی اہمیت اور مغربی معاشرے کی برائیوں کو بیان کیا گیا۔ پاکستان کے پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کو بھی متوجہ کیا کہ وہ اسلام کے انسانی حقوق کے چارٹر کو بین الاقوامی سطح پر اٹھائے تاکہ اسلام کا امیج واضح ہو اور ساتھ ساتھ مغرب کے معاشرے میں انسانی حقوق کی پامالی کو بھی عالمی سطح پہ اٹھایا جائے۔ ان کانفرنسوں میں مسلم ممالک میں ہونے والے مظالم اور امریکہ کو براہ راست مخاطب کرکے انکے معاشرے کے ناسوروں کے مقابلے میں اسلامی اصول معاشرت کی خوبصورتی کو بھی ذکر کیا۔[16]

4.7 خواتین سائیکل ریس:

پشاور میں ایک این جی او کے تحت خواتین کی سائیکل ریس کا اعلان کیا گیا جس پر اس پر جمعیت کے ماہنامہ میں سائیکل ریس پر آزادی کے نام پر تبصرہ کیا گیا کہ

"مادر پدر آزادی مردوں کی ہو یا عورتوں کی اس سے معاشرہ اخلاقی گروات کی اتھاہ گہرائیوں میں دفن ہو جایا کرتا ہے۔ انسانوں اور جانوروں میں یہی تو فرق ہے کہ انسان سماجی اور اخلاقی حدود و قیود کے پابند جبکہ جانور ان پابندیوں سے آزاد ہوا کرتے ہیں"[17]

جمعیت کا اس سائیکل ریس پر مؤقف اور عوامی سطح پر اس کے اثرات کو بیان کرنے پر صوبہ کی عوام اور علماء نے نہ صرف احتجاج کیا بلکہ جمعیت علماء اسلام کے وفد نے منتظمین سے ملاقات کی اور انہیں اس سے باز رہنے پر مجبور کیا کہ اسلامی معاشرے میں مغربی اقدار کے فروغ کی کبھی بھی اجازت نہیں دی جائے گی اور سیکولر اور لبرل شدت پسند طبقہ خواتین کی آزادی کے نام پر مادر پدر آزادی چاہتا ہے پاکستانی معاشرہ کبھی بھی اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

4.8 صد سالہ اجتماع اور سیکولر قوتیں:

جمعیۃ علماء اسلام نے اپنے صد سالہ پروگرام کا ایک مقصد یہ بھی بیان کیا ہے ملک میں موجود چند فیصد طبقہ جو سیکولرازم کے نفاذ کی آواز لگاتا ہے تو ان کو دینی جماعتوں کے ایسے اجتماع کے ذریعے یہ پیغام دینا ہے کہ ان کے ارادے کبھی پورے نہیں ہوں گے اور عوام کے ذہنوں کو متنفر کرنے کی سازشیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی۔[18]

4.9 میڈیا پر جمعیت علماء اسلام کا موقف:

جمعیت علماء اسلام کے سینٹر حافظ حمد اللہ نے سینٹ میں یہ مطالبہ کیا کہ پاکستان کا میڈیا بے ہودگی پھیلا رہا ہے جس میں سیاسی قیادت کے کارٹون وغیرہ دیکھائے جاتے ہیں اور عورتیں نیم برہنہ ہوتی ہیں، ایسے ڈرامے دیکھائے جاتے ہیں جو ہماری اسلامی اور مشرقی روایات کے خلاف ہیں ان کو کنٹرول کیا جائے۔ اگر ایوان میں ایسا کوئی قانون بنانے کی بات کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ آزادی رائے پر قدغن لگایا جا رہا ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ اسلامی اور مشرقی روایات میں آزادی رائے کی بھی حد مقرر ہے۔ اس لیے میڈیا کو سرمایہ کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔[19]

4.10 ٹی وی پروگرام میں غیر اخلاقی گفتگو:

رمضان نشریات کے حوالے سے جمعیت علماء اسلام کے اراکین سینٹ نے یہ مطالبہ کیا ان کا نوٹس لیا جائے اور ان کو اسلامی شعائر پر گفتگو سے روکا جائے جیسا کہ ایک اینکر نے پروگرام میں پوچھا کہ چار شادیاں جائز ہیں یا نہیں، اور اسی طرح جمہوریت اور آمریت کے بارے میں پروگرام سے پاکستانی عوام کو کیا دیکھایا جا رہا ہے۔ اس لیے حکومت کو چاہئے کہ ایسے پروگرام کو بند کرے اور ان کو اسلامی اور ملکی قوانین کے اندر نشریات کی اجازت دی جائے۔[20]

4.11 ایم۔ آر۔ ڈی کا جلسہ اور بے حجاب خواتین:

ایم۔ آر۔ ڈی میں جمعیت علماء اسلام پیپلز پارٹی کے ساتھ احتجاجی مظاہروں میں شریک ہوتی تھی تو پیپلز پارٹی کی خواتین بے حجاب مظاہرے میں شرکت کرتیں جس پر جمعیت علماء اسلام کے ذمہ داران نے اعتراض کیا اور مولانا فضل الرحمٰن نے بے نظیر کو فون کر کے ایم۔ آر۔ ڈی سے علیحدگی کے اعلان کی دھمکی دی جس پر بے نظیر نے خواتین کی شرکت نہ کروانے کی یقین دہانی کروائی۔[21]

جمعیت علماء اسلام ایک مذہبی فکر کی حامل سیاسی جماعت ہے جو قیامِ پاکستان کے بعد سے پاکستانی سیاست میں فعال جماعت کے

طور پر سامنے آئی۔جمیعت علماء اسلام چونکہ مذہبی فکر کی حامل جماعت ہے اس لیے ملک میں کسی بھی غیر اسلامی قانون سازی اور سیکولر لبرل طبقات کی سازشوں کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔پاکستان میں لادینی طاقتیں عوام الناس میں اسلامی اقدار کی اہمیت کو کم کرنے میں تسلسل کے ساتھ کام کر رہی ہیں ان کے مقابلہ میں جمعیۃ علماء اسلام دینی اقدار کے فروغ کے لیے جدوجہد کرتی نظر آتی ہے۔پاکستان میں جب بھی سیکولر طبقات نے سر اٹھایا اوراپنی فکر کو معاشرے میں پھیلانے کی گھناؤنی سازش کی ہے تو جمعیۃ علماء اسلام میدان میں سامنے آئی ہے۔ان طبقات کے خلاف ریلیوں، جلوس اور دھرنوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کے علاوہ دیگر پلیٹ فارم سے بھی ان کو شکست دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت ایسے تمام افعال جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوں کے خلاف کھلے عام تنقید کرتی ہے اور اربابِ اختیار کو باخبر کرتی ہے مذکورہ بالا نکات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ملک میں لبرل اور سیکولر طبقات کے خلاف جمعیۃ نے محاذ آرائی کی ہے اور تحفظ اسلام، قرآن وسنت کانفرنس، یومِ حیاء جیسے سیمینارز منعقد کروائے ہیں جس سے عامتہ المسلمین سیکولر اور لبرل طبقات کے اوچھے ہتھکنڈوں کو سمجھنے کے قابل ہوئے۔جمعیۃ علماء اسلام پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ سیکولر اور لبرل طبقات کے خلاف کام کرتی ہیں وہ ان عناصر کے ساتھ اتحاد کر کے اپنے اقتدار کو بچانے کی کوشش کرتی ہے جیسا کہ وہ جماعتیں جن کا نقطہ نظر ہی مغربیت اور لادینی افکار کی تشہیر کرنا ہے ان کی حکومت میں شامل ہو کر تقویت پہنچانا نفاذِ اسلام کی کاز کو نقصان پہنچتا ہے اور معاشرے میں جماعت کا سیاسی فکر کی بیداری کا کام زوال کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ ایک محاذ پر مخالفت اور دوسرے محاذ پر ان جماعتوں کے اقتدار کو کندھا دینا بھی سیاسی عمل میں ناکامی کا اہم سبب ہے حالانکہ اگر اس الزام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمعیت کا یہ اتحاد سیاسی بصیرت کی بنیاد پر ہوتا ہے تاکہ ان جماعتوں کو غیر اسلامی قانون سازی سے روکا جائے کیونکہ حزب اختلاف کی نسبت حزبِ اقتدار سے بات منوانا آسان ہوتا ہے جیسا کہ حالیہ سود کے خلاف سپریم کورٹ میں جانے والے بنکوں کے معاملہ پر حکومت سے اس مسئلہ کو حل کروانے میں کامیاب ہوئی اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظامِ حکومت کو چلانے میں کردار ادا کرتی ہے۔

5. جمعیت علماء پاکستان

1948ء میں علامہ سید احمد سعید کاظمی کی سربراہی میں سنی کانفرنس کا نام تبدیل کر کے جمعیت علماء پاکستان رکھا گیا جس کا واضح مقصد اور ہدف مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ تھا۔جمعیت ابتداء سے ہی اسی منشور کے تحت سیاسی عمل میں شریک رہی ہے کیونکہ قیامِ پاکستان کے بعد اسلام مخالف طبقات نے سازشوں کا سلسلہ شروع کر دیا تاکہ پاکستان کو اسلامی ریاست نہ بنایا جاسکے جس میں وہ عناصر کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے لیکن سیکولر اور لبرل طبقات کو مزید پھلنے پھولنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ دینی جماعتیں ان کے آگے دیوار بن کر کھڑی ہو گئیں ان میں ایک جماعت جمعیت علماء پاکستان بھی ہے جس کا الحادی افکار پر مؤقف بڑا واضح رہا ہے۔

5.1 آئین کے نفاذ پر جمعیت کا موقف:

جمعیت علماء پاکستان نے بتداءہی سے ملک کو اسلامیانے کے لیے جدوجہد کے ساتھ ساتھ لبرل اور سیکولر طبقات کا ڈٹ کا مقابلہ کیا ہے تاکہ ان نظریات کو دستور پاکستان میں شامل ہونے سے روکا جاسکے بلکہ مولانا شاہ احمد نورانی نے 1973ء کے آئین کے نفاذ کے لیے 12 ربیع الاول کے دن کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اس دن کو یومِ نظام مصطفیٰ ﷺ قرار دیا جائے۔[22] تاکہ دنیا کو یہ پیغام جائے کہ پاکستان کی بنیاد اور بقا نظام مصطفیٰ ﷺ ہے۔کیونکہ تقریباً بیس سال کے عرصہ میں نفاذِ اسلام کے لیے دینی جماعتوں کی محنت اور جدوجہد کو عملاً نفاذ کا موقع میسر آرہا تھا جو پاکستان کے مستقبل کے لیے ایک روشن نوید تھی۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

5.2 سوشلزم اور کمیونزم کانفرنس پر مؤقف:

نیشنل عوامی لیگ نے 1970ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سوشلسٹ کانفرنس کا انعقاد کیا جس کا مقصد سوشلزم کو تحفظ فراہم کرنا تھا۔ جس پر جمعیت علماء پاکستان نے اسی مقام پر سنی کانفرنس منعقد کی جس میں قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ سوشلزم اور کمیونزم کو غیر قانونی قرار دیا جائے اور ایسی سیاسی جماعتوں کو کالعدم قرار دیا جائے جو اسلامی نظریات کے خلاف ہیں۔ اس بنیادی نقطہ پر جمعیت علماء پاکستان نے انتخابی سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا تاکہ ملک میں غیر اسلامی نظریات کے فروغ کو آئینی طریقے سے روکنے میں کردار ادا کر سکے۔[23] اس پر جمعیت علماء پاکستان کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی نے جمعیت کے سیاست میں وارود پر جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"اے لوگو! یہ اصطلاح بدل دو کہ کیمونزم اور سوشلزم ہماری لاشوں پر آئے گا بلکہ یوں کہو کہ ہم نظام مصطفیٰ ﷺ کو کیمونسٹوں کی لاشوں پر تعمیر کریں گے اور سوشلزم پر جو فتنہ بھٹو کی شکل میں نمودار ہوا ہے وہ اپنے عبرتناک انجام سے دوچار ہو گا اور اہم انشاءاللہ نظام مصطفیٰ ﷺ کا آفتاب اپنی آنکھوں سے طلوع ہوتے دیکھیں گے"[24]

اسلامی اقدار کے تحفظ اور لادینیت کے خاتمہ کے لیے جمعیت علماء پاکستان کی قیادت روزاول سے ہی بساط بھر کوشش جاری رکھے ہوئے ہے بلکہ جمعیت علماء اسلام نے اسلامی آئین نہ بننے پر اپنا مؤقف واضح کیا کہ ہم ایسی دستور کو کس طرح مکمل اسلامی کہہ سکتے ہیں جس کے اندر سے مکمل طور پر اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے 9 سالہ مدت مقرر کی گئی ہے۔[25] جس پر دینی جماعتوں نے نعرہ لگایا کہ ہم اس کو عملی طور پر ناکام بنا دیں گے جانیں قربان کریں لیکن جمعیت علماء پاکستان نے مؤقف اختیار کیا کہ ہم ان کو دفنا کر ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کروائیں جو کہ اس دور حکومت میں براہ راست حکومت سے ٹکر لینے کے مترادف تھا لیکن جمعیت نے نتائج کی پرواکیے بغیر اپنا نظریہ حکومت اور قوم کے سامنے رکھ دیا جو جمعیت کی سیاسی فہم کا عکاس تھا۔ اسی طرح 1973ء کے آئین میں بھی لبرل اور سیکولر طبقات کی دفعات شامل کروانے کی کوشش پر جمعیت علماء پاکستان کی قیادت نے کہا کہ نئے آئین کی منظوری کے بعد دراصل ہمارے کام کا آغاز ہوا ہے اب ہم اسلامی دفعات کو آئینی تحفظ دلانے اور عائلی قوانین کی تنسیخ، تینوں افواج کے سربراہوں کے لیے مسلمان کی شرط اور فتنہ ارتداد کو روکنے کی ضمانت حاصل کرنے کی جدوجہد کریں گے۔[26] مولانا شاہ احمد نورانی نے 1973ء کئ آئین پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ

"اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی مسلمان اپنے مذہب کو تبدیل کرے۔ مسلمان ہونے کے بعد مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ وہ مسلمان رہے گا جو اپنے مذہب کو تبدیل کرتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ دستور میں مسلمان کے مرتد ہونے اور مذہب تبدیل کرنے کی ممانعت کی کوئی دفعہ موجود نہیں ہے ہر شہری اس بات کے لئے آزاد ہے کہ وہ جس طرح چاہیے اپنا مذہب تبدیل کرے تو اب یہ دستور کہ جس میں یہ دفعہ موجود نہیں ہے"[27]

جمعیت علماء پاکستان کا اسلامی اقدار کے فروغ میں کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے جس کا اظہار مخالفین بھی کرتے ہیں اس لیے کہ جمعیت نے ہر دور میں اسلام کے خلاف اٹھنے والی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کتاب وسنت کی تبلیغ کی مولانا عبدالستار خان نیازی جمعیت کی تحفظ اسلام و پاکستان کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"جمعیت علمائے پاکستان نے دولتِ خداداد پاکستان مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ جہاد کشمیر 1947ء،1948ء،1949ء کی قرارداد مقاصد، 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت اور 1956ء میں تدوین دستور پاکستان کے لیے اس نے عظیم الشان خدمات پیش کیں۔ قیدوبند کی صعوبتیں جھلیں اور دارورسن تک پہنچے۔ اس کے بعد ملک کے اندر شہری آزادیوں کی بحالی اور شریعت محمدی ﷺ کی بالادستی کے

لیے سارے ملک میں کانفرنسیں منعقد کیں۔1970ء میں جب سرخ استعمار کی ایما پر کیمونسٹوں نے اودھم مچایا اور ایشیا سرخ ہے ایشیا سرخ ہے کے نعرے لگانے شروع کیے تو 1970ء میں دارالاسلام کے اندر آل پاکستان سنی کانفرنس منعقد کر کے اشتراکی فتنے کی تہ بہ تہ سازشوں کو بے نقاب کر کے انہیں فنا کے گھاٹ اتارا"[28]

جمعیت علماء پاکستان کا سیاست میں حصہ لینے کے مقاصد میں اہم مقصد لادینی قوتوں کا مقابلہ کرنا تھا تا کہ نظریہ پاکستان کا تحفظ کرتے ہوئے ملک کو اسلامی ریاست کے اصولوں کے مطابق چلایا جائے۔جمعیت علماء پاکستان نے ہمیشہ ایسے عناصر کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے۔پروفیسر محمد عثمان اور مسعود اشعر اپنی مشترکہ تالیف میں جمعیت علماء پاکستان کی کی خوبی لکھتے ہیں کہ

"جمعیت کے اکابرین نے تحریک پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناح کا کھل کر ساتھ دیا اور 1940ء کی قرارداد پاکستان سے پہلے بھی اور قرارداد پاس ہونے کے بعد بھی جمعیت نے اپنا سارا وزن اور وقار پاکستان کے پلڑے میں ڈالے رکھا اور ان مذہبی گروہوں اور جماعتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جو اسلام یا ایک قومی نظریئے کی بناء پر پاکستان کی مخالفت کر رہی تھیں"[29]

البتہ جمعیت کے انتخابی سیاست میں آنے کے بعد جمعیت اپنا وقار کھونے لگی جس کی بنیادی وجہ اپنے حلقہ سیاست میں سے اہم شخصیات کا سیکولر جماعتوں کی طرف جھکاؤ بھی تھا آہستہ آہستہ جمعیت احتجاجی سیاست میں داخل ہوئی اور پھر سیاست کے منظر سے ہی غائب ہو گئی

.6 جمعیت اہل حدیث پاکستان

پاکستان کے سیاسی پس منظر میں سلفی مکتب فکر یعنی اہل حدیث طبقہ کی جانب سے 1948ء میں مولانا سید داؤد غزنوی اور عطاء اللہ حنیف نے علماء کرام کا مشاورتی اجلاس طلب کیا اور جمعیت اہل حدیث کی بنیاد رکھی اور مولانا غزنوی پہلے امیر مقرر ہوئے۔یہ حقیقت ہے کہ دعوت دین اور خرافات دور کرنے میں اہل حدیث نے ہر دور میں جہاد کیا ہے اسی طرح قیامِ پاکستان کے بعد لادینی طاقتوں نے اسلامی ریاست کی تشکیل میں رکاوٹیں ڈالیں اور کوشش کی کہ اسلامی نظام کا نفاذ نہ ہو سکے لیکن دینی سیاسی جماعتوں کی جہد مسلسل سے پاکستان کے آئین میں اسلامی دفعات شامل ہوئیں۔دینی سیاسی جماعتوں نے سیکولر اور لبرل طبقات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور حکومتی ایوانوں میں پھلنے پھولنے نہیں دیا جس میں جمعیت اہل حدیث کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔

6.1 اسلام پسند اور کمیونسٹ:

1960ء کی دہائی کے اواخر میں اشتراکیت بھی پاکستان میں پنجے گاڑھنے کی کوشش کر رہی تھی ان دنوں روس کے پروردہ کیمونسٹ پاکستان میں اشتراکی حکومت بننے کے خواب دیکھتے تھے اور ان کا نعرہ ہوتا تھا کہ ایشیا سرخ ہے۔اس کے مقابل ایشیا سبز ہے کا نعرہ بلند کیا گیا۔علامہ احسان الٰہی شہید نے اشتراکیت کے رد میں مجلہ الاعتصام میں اور مجلہ اہل حدیث میں بھی قابل قدر اداریے لکھے۔جون 1970ء میں لاہور میں اسلام پسند جماعتوں کا ایک اجلاس ہوا جس میں جماعت اہل حدیث کی نمائندگی ناظم اعلیٰ میاں فضل حق اور علامہ احسان الٰہی ظہیر نے کی۔[30] جس میں سلفی علماء نے حکومت وقت پر واضح کیا کہ اسلامی تعلیمات سے متصادم کوئی بھی اقدام دینی قیادت کو احتجاج پر مجبور کرے گا اور جس کی ذمہ داری حکومت ہی ہو گی۔

6.2 حقوق نسواں:

جمعیت اہل حدیث کا ابتداء سے ایک مؤقف رہا ہے کہ نفاذِ اسلام کی جدوجہد میں کسی بھی غیر شرعی فعل سے اجتناب کیا جائے اور

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

دینی جماعتیں کو اسلامی اقدار کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے، اسی سلسلہ میں 17 فروری 1986ء میں ملتان میں ایم۔ آر۔ڈی کے جلسے میں فرمایا کہ جمعیت اہل حدیث نے ایم۔ آر۔ ڈی سے اشتراک صرف جمہوریت کی بحالی کے لیے کیا تھا۔ اگر چند مغرب زدہ خواتین اسلام اور شعائر اسلام کا مذاق اڑائیں تو اس پر کسی صورت خاموشی اختیار نہیں کی جا سکتی ان کو اصل تکلیف جمعیت کی شوریٰ کے اجلاس میں روس کے خلاف پیش قرارداد کی وجہ سے ہوئی ہے۔[31] اسی طرح علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جنرل ضیاء الحق کو مخاطب کر کے کہا کہ اسلام کے نام لینے والے اراکین پارلیمنٹ کو یہ اعتراض بھی ہے کہ لڑکیاں نیکر پہن کر ہاکی کیوں نہیں کھیلتیں؟ حالانکہ ملک میں حدود آرڈیننس نافذ ہے لیکن بے حیائی کا بازار گرم ہے سوشلسٹ، لادین اور مغرب زدہ عناصر اس بات کو حقوقِ نسواں کے منافی سمجھتے ہیں اور ہمارے خلاف انتہاپسندی کا الزام لگاتے ہیں علامہ صاحب نے کہا کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ قوم کی بیٹیوں کو نیکر پہنا کر کون سے عورتوں کے حقوق حفاظت کی جا رہی ہے۔[32]

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی قیادت نے براہ راست حکمرانوں کو مخاطب کر کے ان کی فکر اور نظریات پر تنقید کر کے ان کو باور کرایا کہ دینی سیاسی قیادت سیکولر اور لبرل طبقات کے خلاف اپنا کردار ادا کرتی رہے گی۔ بلکہ جمعیت اہل حدیث کو بھی الحادی افکار اور غیر اسلامی روایات کے خلاف کاوشوں پر تسلسل نہ ہونے پر غلطی تسلیم کرنے اور مستقبل کے لائحہ عمل کی طرف دعوت دی گئی تو موقف دیا گیا کہ

> "جاہلیت جدیدہ کے متعلق اہل حدیث نے پچاس سال میں کون سا لٹریچر شائع کیا ہے۔ میں اس غلطی کو مانتا ہوں کہ یورپین تہذیب کے بعض حصوں کے متعلق جماعت اہل حدیث نے اصلاحی توجہ نہیں کی۔ لیکن اگر جماعت کے پروگرام کی نوعیت پر غور فرمائیں تو یہ غلطی اس قدر اہم نہ ہوگی جس پر آپ اس قدر ناراض ہوں۔ جماعت کا پہلا پروگرام یہ تھا کہ جاہلیت جدیدہ کو یکسر رخصت ہی کر دیا جائے چنانچہ 1857ء سے لے کر آج تک ہر پروگرام پیش نظر رہا ہے"[33].

جمعیت کے زعماء کا اعترافی بیان اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ سیکولر اور لبرل طبقات کے خلاف مرکزی جمعیت اہل حدیث کا کام تعطل کا شکار رہا ہے لیکن ان کا بنیادی ہدف بھی یہی افکار رہے ہیں۔ البتہ عصر حاضر میں قیادت کو یہ احساس ہو چکا ہے اور جمعیت کے رسائل وجرائد اور ٹی وی چینل الحادی افکار اور بدعات وخرافات کے رد میں اسلامی روایات کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

7. تحریک اسلامی

جنرل ضیاء الحق کے دور میں نفاذِ شریعت کا نعرہ لگا تو اپنے فقہی مسائل کے تحفظ کے لیے فقہ جعفریہ کے علماء کرام نے 1978ء میں بھکر کے مقام پر ایک اجلاس کے دوران تحریک نفاذ فقہ جعفریہ (موجودہ تحریک اسلامی) کی بنیاد رکھی گئی۔ جو اپنے طبقہ کے عقائد کا تحفظ سیاسی میدان میں حل کرنے کے لیے کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ الحادی افکار کی ترویج کے خلاف محاذ سنبھالے ہوئے ہے تاکہ نسل نو کے عقائد کا تحفظ کیا جا سکے۔

7.1 سیاست میں وارود کا مقصود:

مغربی استعمار کے مسلم معاشرے خصوصاً پاکستان میں اثرات پر تحریک اسلامی کی قیادت باخبر اور ان کے خلاف ہمہ وقت کوشاں ہے تحریک کے صدر کا کہنا ہے کہ اہل تشیع مکتب فکر کا سیاست میں وارد ہونے کا ایک مقصد پاکستان میں امریکہ اور یورپی طاقتوں کا اثر ورسوخ اس قدر بڑھ چکا ہے کہ اربابِ اختیار ہر معمولی سے مسئلہ پر بھی امریکہ کے مشورہ کے منتظر ہوتے ہیں۔ جب کہ یہ جانتے ہوئے کہ امریکہ کے مفادات امت مسلمہ کے مفادات کے متصادم ہیں۔ امریکہ امت مسلمہ کی دینی تحریکوں کا شدید مخالف اس وجہ سے ہے کہ اگر اسلامی نظام نافذ

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

ہو گیا تو اسکی تہذیب و ثقافت کے ساتھ طرز سیاست کا بھی جنازہ نکل جائے گا[34] یہ حقیقت ہے کہ ایوان اقتدار میں تبدیلی میں بین الاقوامی اثرورسوخ اہمیت کا حامل ہے اور ان کا بنیادی ہدف بھی اسلامی نظام کے نفاذ کو روکنا ہوتا ہے اس پر تحریک کے رہنما علامہ عارف حسین الحسینی کہتے ہیں کہ ہمارا نعرہ انقلاب اسلام کا ہے نہ ہم روس کی سیاست پر عمل کر سکتے ہیں اور نہ ہی امریکہ کی سیاست پر کیونکہ ہم ان دونوں تہذیبوں کو اسلام اور انسانیت دونوں کا دشمن سمجھتے ہیں۔ اگر ہم ملک میں استحکام اور نفاذِ اسلام لانا چاہتے ہیں تو ہمیں ان ممالک کی ہر محاذ پر مخالفت کرنا ہو گی تاکہ لادین تہذیبوں کو ہمارے معاشرے میں پروان چڑھنے کا موقع نہ ملے۔[35] اس سے تحریک کی ملکی و غیر ملکی حالات سے واقفیت اور لادینی طاقتوں کے سدباب کی کاوشوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں نفاذِ اسلام کی آواز کا چرچا عام ہوا تو تحریک کی قیادت نے مسئلہ کی نزاکت کو سمجھ لیا اور اپنا مؤقف پیش کیا کہ

> "بیرونی طائفوں کے رقص دیکھنے اور ان کے بے ہودہ پروگرامات میں شرکت اور اظہار مسرت کرنے والوں کو شریعت نافذ کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ مسلمان ایک قسم کے ہیں مگر دنیا میں اسلام دو اقسام کے۔۔۔ ایک اسلام حضرت محمد ﷺ کا ہے اور ایک دوسرا امریکہ اور روس کے مفادات کا تحفظ کرنے والا۔ شریعت آرڈیننس کے علمبردار حضرات نے اسلام اور قرآن کی بالادستی کی بجائے امریکی نظریات سے قریب خود ساختہ اسلام کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی سازش کی ہے کیونکہ امریکہ کو وہ اسلام قطعاً قابل قبول نہیں جس میں اس کے مفادات کا تحفظ نہ ہو"[36]

یعنی ایسا طبقہ جو خود لادینی قوتوں کا آلہ کار اور ان کی تہذیب و تمدن کا پیروکار ہو وہ ذاتی مفادات اور اپنے اقتدار کو طوالت دینے کے لیے اسلام کا نام لیتا ہے جو کہ مضحکہ خیز بات ہے۔ اس لیے تحریک جعفریہ ایسے طبقات سے کسی بھی قسم کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کام کی امید نہیں رکھ سکتی حقیقی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے قرآن و سنت کو ہی بنیاد بنایا جائے نہ کہ ذاتی مفادات کو ترجیح دی جائے۔ تاکہ مخصوص طبقہ کے افکار کی بجائے اسلام کا عملاً نفاذ ہو جو مثالی معاشرے کی طرف رہنمائی کرے۔ تحریک کی قیادت کا مؤقف ہے کہ

> "تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کے لیے تسلسل کے ساتھ جدوجہد جاری رکھے گی اور سامراج کے خلاف جہاد کرنا بھی اہم اسلامی فریضہ کے طور پر نبھانے کی کوشش کرتی رہے گی کیونکہ روسی و امریکی سامراج ہمارے معاشرے کے لیے زہر قتل ہے جس نے عراق، فلسطین، لیبیا وغیرہ میں مظلوم عوام پر ظلم کی انتہا کر دی ہے اور آج مملکت خداداد پاکستان کی جانب قدم بڑھا رہے ہیں جبکہ تحریک کی پالیسی میں ان طبقات کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے"[37]

اسی طرح پاکستان کی تمام جماعتیں اپنے ووٹ بنک میں اضافہ اور رائے عامہ کی ہمواری کے لیے اسلام کا نعرہ بلند کرتی ہیں اور نفاذِ اسلام کے دعویٰ کے ساتھ میدان میں اترتی ہیں۔ ان سیکولر اور لبرل جماعتوں پر تحریک اسلامی کا بیانیہ ہے کہ ان جماعتوں کے پاس کوئی اسلامی منشور موجود نہیں ہے بلکہ اسلام صرف ووٹ حاصل کرنے طریقہ ہے۔ لیکن یاد رکھیے گا کہ کل لوگ ان سے پوچھیں گے ضرور ہے کہ اسلام کے نام پر ووٹ لینے والو اسلام کہاں ہے۔ بلکہ ان جماعتوں نے ملک میں نفاذِ اسلام کی بجائے فحاشی و عریانی کو فروغ دیا ہے اسلامی جمہوری اقدار کی بجائے مغربی اقدار کو اہمیت دی ہے۔ اس لیے ان سیکولر اور لبرل طبقات کا مقابل کرنا ہر دینی سیاسی جماعت کی انفرادی و اجتماعی ذمہ داری ہے[38]

تحریک اسلامی جیسی سیاسی فہم کی حامل جماعت معاشرے میں ان جماعتوں کے کردار کو واضح کرنے کی حکمتِ عملی پر گامزن ہے تاکہ مستقبل میں عوام الناس ان سے نفاذِ اسلام کے نام پر ووٹ لینے کا وعدہ وفا نہ ہونے کا گلہ کر سکیں اور دینی جماعتوں پر عوام کا اعتماد بحال

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

ہو۔علامہ عارف حسین الحسینی نے کہا تھا کہ

"ہم عزت، شرافت، استقلال اور عدالت سب کچھ چاہتے ہیں لیکن اسلام و قرآن کے سائے تلے چاہتے ہیں۔ ہمیں قرآن واسلام کے علاوہ کسی اور ازم کے سایہ میں جنت بھی ملے تو ہم قبول نہیں کریں گے۔ لیکن ایسا کون سا اسلام وہ اسلام جو اسلام محمدی ہے، وہ اسلام جو امریکی اسلام نہ ہو"[39]

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ عورت کو اسلام نے اہم مقام عطا کیا ہے اور اس کے ہر قسم کے حقوق متعین کر دیے ہیں لیکن عصر حاضر میں سیکولر اور لبرل طبقات نے حقوقِ نسواں کے نام پر ملک میں عریانی و فحاشی کو پھیلانے کے لیے عورت کو استعمال کیا ہے۔ پنجاب میں حقوقِ نسواں قانون پر تحریک کے قائد علامہ سید ساجد نقوی نے کہا کہ

"ہم اس ملک میں قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں ہونے دیں گے۔ حقوق نسواں بل پنجاب حکومت نے عجلت میں بنایا ہے اور یہ قرآن و سنت کے متصادم ہے۔ اسلام خواتین و اقلیتی حقوق کا سب سے بڑا محافظ ہے ہم عورتوں کو ہر قسم کے تشدد سے نجات دلائیں گے حکومت پنجاب کو اس قانون کو واپس لینا ہو گا"[40]

ملکی مسائل اور قانون ساز اداروں میں ہونے والی کاروائیوں سے تحریک کی قیادت باخبر رہتی ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہونے والی قانون سازی کو عوام کے سامنے لانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن تحریک کی تاریخ لادینی طبقات کا مقابلہ کرنے سے مؤثر انداز میں سامنے نہیں آئی جس کی بدولت ان عناصر کو اہل تشیع طبقات میں بھی پھلنے پھولنے کا موقع میسر آگیا ہے۔ دراصل تحریک کے سیاسی و مذہبی زعماء کی تنقید کا محور حکومت وقت کی پالیسیاں تھی جبکہ دیگر ادارے اور غیر ملکی تہذیب و تمدن سے متاثر طبقات نے اپنا کام کیا۔ اپنی حدود کے اندر ان طبقات کے خلاف محاذ قائم کرنے میں دیگر جماعتوں کی طرح تحریک نفاذ فقہ جعفریہ غیر متحرک رہی ہے۔

8. خلاصۃ البحث:

معاشرتی سطح پر وقتی تقاضوں کے مطابق تغیر و تبدل وقوع پذیر ہونا فطری عمل ہے جو عوام الناس کو متاثر کرتا ہے لیکن اکثر یہ تبدیلی نسل نو کو مذہب کی حقانیت پر شکوک وشبہات اور تذبذب کا شکار کرنے اور اسلامی تعلیمات میں کمی کا سبب بنی اور نوجوان طبقہ دین کو ذاتی فعل قرار دینے لگا گو کہ اس کے پس پردہ الحادی تحریکات اپنا کام کر رہی ہوتی ہیں جو ہمہ وقت نوجوان طبقہ کو اسلامی تعلیمات سے منحرف کرنے میں پیش پیش ہیں۔ دوسری جانب دینی قیادت ہے جو ہر محاذ پر حق کا علم اٹھائے ہوئے ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں کا تاسیسی مقصد میدان سیاست میں موجود خلاء کو اپنے مخصوص مکتب فکر کے سیاسی ونگ کی حیثیت سے پورا کرنا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان جماعتوں نے سیاست کے اصول وضوابط کے مطابق مروج طریقہ سیاست کو اپنا کر ایوان کا رخ کیا تاکہ نفاذِ اسلام کے مشترکہ نصب العین کے حصول یعنی دستور و معاشرت کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن میدان عمل میں دینی جماعتوں کو احساس ہوا کہ لبرل اور سیکولر افکار محض فکری محاذ پر نہیں بلکہ انتخابی و عملی سیاست کے علاوہ معاشرتی، معاشی، تعلیمی اور میڈیا میں ان کے لیے چیلنج ہیں۔ کیونکہ نفاذِ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور جدید اذہان کو اسلامی تعلیمات کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے میں ان الحادی نظریات نے جال بچھا کھا ہے۔ تمام دینی سیاسی جماعتیں جماعتِ اسلامی ہو، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت اہل حدیث اور تحریک اسلامی ہونے متفقہ بیانیہ اپناتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں اربابِ اختیار، ایوان، سماج اور عوام میں مدلل انداز میں الحادی افکار کا رد کیا اور ہر دور میں ان کے اثرات کو کم کرنے کرکے لیے تریاق کا کام کیا۔ اس لیے اختلافات اور باہمی انتشار کے باوجود دینی سیاسی جماعتیں کی یہ جدوجہد پاکستان کی فکری سمت کے تعین میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

نتائج مقالہ

اس تحقیق سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. دینی سیاسی قیادت نے اپنی جدوجہد کو فقہی وفروعی نوعیت سے بالاتر ہو کر عملی سیاست، ایوان، دستور اور میڈیا میں لبرل اور سیکولر افکار کی افزائش روکنے میں کردار ادا کیا ہے۔
2. دینی سیاسی قیادت نے ہر دور میں اپنی بساط کے مطابق ایوان میں نفاذِ اسلام، نصاب تعلیم کی تشکیل، عوامی سطح پر الحادی نظریات کا رد اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے مؤثر کردار ادا کیا۔
3. لبرل وسیکولر حلقوں کے ساتھ کشمکش محض فکری نہیں بلکہ ریاستی پالیسیوں، سماجی ڈھانچوں اور تہذیبی شناخت پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اس لیے تمام شعبہ جات میں اسلامی تعلیمات کا عملاً نفاذ ضروری ہے۔
4. پاکستان میں دینی سیاسی قیادت نے ہمیشہ اسلامی تشخص کے تحفظ اور نفاذِ اسلام کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم سے لبرل اور سیکولر نظریات کے خلاف جدوجہد کی ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

مصادر و مراجع

[1] حسین احمد، قاضی، اسلام مسلمان اور پاکستان، اسلام پبلی کیشنز، لاہور، 2009ء، ص285

Hussain Ahmad, Qazi, Islam, Muslims, and Pakistan, Islamic Publications, Lahore, 2009, p. 285.

[2] طفیل محمد، میاں، مشاہدات، مولانا مودودی جماعت اسلامی اور پاکستان، ادارہ معارفِ اسلامی، لاہور، 2015ء، ص430

Tufail Muhammad, *Miyan*, *Mushahidaat*, *Maulana Maududi Jamaat-e-Islami aur Pakistan*, Idara Ma'arif-e-Islami, Lahore, 2015, p. 430.

[3] طفیل محمد، میاں، جماعتِ اسلامی کی دستوری جدوجہد، معارف اسلامی، لاہور، 2014ء ص547

Tufail Muhammad, *Miyan*, *Jamaat-e-Islami ki Dastoori Jidojahd*, Ma'arif Islami, Lahore, 2014, p. 547.

[4] حسین احمد، قاضی، اسلام مسلمان اور پاکستان،، ص287

Hussain Ahmad, *Qazi*, *Islam, Musalman aur Pakistan*, p. 287.

[5] طفیل محمد، میاں، مشاہدات، مولانا مودودی جماعت اسلامی اور پاکستان، ص330

Tufail Muhammad, *Miyan*, *Mushahidaat: Maulana Maududi, Jamaat-e-Islami aur Pakistan*, p. 330.

[6] ایضاً، ص335

Ibid, p 335

[7] ایضاً، ص336

Ibid, p 336

[8] تقی الدین، حافظ، پاکستان کی سیاسی جماعتیں اور تحریکیں، کلاسیک پبلیشرز، لاہور، 2001ء، ص298

Taqi-ud-Din, *Hafiz*, *Pakistan ki Siyasi Jamaatein aur Tehreekein*, Classic Publishers, Lahore, 2001, p. 298.

[9] یوسف القرضاوی (مترجم ساجد الرحمن صدیقی)، اسلام اور سیکولرازم، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، 1997ء، ص50

Yusuf al-Qaradawi (mutarjim: Sajid ur-Rehman Siddiqi), *Islam aur Secularism*, Idarah Tahqiqat-e-Islami, Islamabad, 1997, p. 50.

[10] حنفی، لطف اللہ، مولانا فضل الرحمن کی زندگی حلات و واقعات، مکتبہ عمر فاروق، پشاور، 2018ء، ص16

Hanafi, *Lutfullah*, *Maulana Fazl-ur-Rehman ki Zindagi: Halat-o-Waqiat*, Maktaba Umar Farooq, Peshawar, 2018, p. 16.

[11] کمال، ڈاکٹر احمد حسین، عہد ساز قیادت تاریخ جمعیۃ علماء اسلام 1947ء سے 1973ء، ص61

Kamal, *Dr. Ahmad Hussain*, *Ahd-Saaz Qiyadat: Tareekh Jamiat Ulama-e-Islam 1947 se 1973*, p. 61.

[12] درانی، محمد ریاض، ضربِ درویش، جمعیۃ پبلکیشنز، لاہور، 2000ء، ص55

Durrani, *Muhammad Riaz*, *Zarb-e-Darwaish*, Jamiat Publications, Lahore, 2000, p. 55.

[13] عثمانی، حافظ مومن خان، مولانا فضل الرحمن شخصیت و کردار، کتبہ الحسن، لاہور، 2017ء، ص247

Usmani, *Hafiz Momin Khan*, *Maulana Fazl-ur-Rehman: Shakhsiyat o Kirdar*, Kutbah al-Hasan, Lahore, 2017, p. 247.

[14] ایضاً، ص255

Ibid, p 255

[15] ایضاً، ص27

Ibid, p 27

[16] ایضاً، ص259

Ibid, p 259

[17] ڈیروی، محمد زاہد شاہ (مدیر) الجمعیۃ فروری 2019ء

Dervt, Muhammad Zahid shah, Aljamia, Feb 2019.

[18] ایضاً، ص 267

Ibid, p 267

[19] عثمانی، حافظ مومن خان، معرکہ حق، مکتبہ الحسن، لاہور، 2020ء، ص 129

Usmani, Hafiz Momin Khan, Marka Haq o Batil, Maktba AlHassan, 2020,p 129

[20] ایضاً، ص 154

Ibid, p 154

[21] عثمانی، حافظ مومن خان، مولانا فضل الرحمن شخصیت و کردار، ص 220

Usmani, *Hafiz Momin Khan*, *Maulana Fazl-ur-Rehman*, p. 220

[22] مظہر حسین، پاکستان کے سیاسی اتحادوں میں مولانا شاہ احمد نورانی کا کردار قومی اتحاد سے متحدہ مجلس عمل تک، علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر، لاہور، 2009ء۔ ص 85

Mazhar Hussain, *Pakistan ke Siyasi Ittehadon mein Maulana Shah Ahmad Noorani ka Kirdar: Qaumi Ittehad se Muttahida Majlis-e-Amal tak*, Allama Shah Ahmad Noorani Research Center, Lahore, 2009, p. 85.

[23] ایضاً، ص 57

Ibid, p 57

[24] ایضاً، ص 57

Ibid

[25] ایضاً، ص 84

Ibid, p 84

[26] ایضاً، ص 87

Ibid, p 87

[27] قادری، ملک محبوب الرسول، خطباتِ نورانی نمبر، انٹرنیشنل غوثیہ فورم، جوہر آباد، 2010ء، ص 239

Qadri, Malik Mahboob ur Rasool, Khutbat Noornai No, International Ghousia Forum, Joharhabad, 2010,P 239

[28] مظہر حسین، پاکستان کے سیاسی اتحادوں میں مولانا شاہ احمد نورانی کا کرداد، ص 87

Mazhar Hussain, *Pakistan ke Siyasi Ittehadon mein Maulana Shah Ahmad Noorani ka Kirdar,P87*

[29] محمد عثمان، پروفیسر، مسعود اشعر، پاکستان کی سیاسی جماعتیں، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور 1988ء، ص 657

M.Ashar, Professor,Masood Ashar, Pakistan ki Siasi Jamatin, Sang e mar mar publication, Lahore, 1988, p 657

[30] قدوسی، ابو بکر، تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں۔ سوانح حیات علامہ احسان الٰہی ظہیر، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2016ء، ص 106

Qadusi, Abu Bakr, *Tera Naqsh Qadam Dekhte Hain: Sawaneh Hayat Allama Ehsan ul Haq Zaheer*, Maktaba Qadoosiya, Lahore, 2016, p. 106.

[31] ایضاً، ص 321

Ibid, p 321

[32] ایضاً، ص 323

Ibid, p 323

[33] سلفی، محمد اقبال، اہلحدیث اور تحریکات جدیدہ، ادارۃ العلوم الاثریہ، فیصل آباد، 1998ء، ص 28

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 01- 18

Salafi, Muhammad Iqbal, *Ahl-e-Hadith aur Tehreekat Jadeeda*, Idarat al-Uloom al-Athariya, Faisalabad, 1998, p. 28.

[34] رضا خان، تسلیم، سفیرِ نور، العارف اکیڈمی پاکستان، لاہور 2016ء، ص 245

Raza Khan, *Tasleem*, *Safeer-e-Noor*, Al-Arif Academy Pakistan, Lahore, 2016, p. 245

[35] الحسینی، سید عارف حسین، آداب کاروان، العارف اکیڈمی، لاہور، 2010ء، ص 116

Al-Hussaini, Syed Arif Hussain, Adab-e-Karwan, Al-Arif Academy, Lahore, 2010, p. 116.

[36] رضا خان، تسلیم، سفیرِ نور، ص 247

Raza Khan, *Tasleem*, *Safeer-e-Noor*, p. 247.

[37] الحسینی، سید عارف حسین، آداب کاروان، العارف اکیڈمی، لاہور، 2010ء، ص 117

Al-Hussaini, *Syed Arif Hussain*, *Adab-e-Karwan*, Al-Arif Academy, Lahore, 2010, p. 117

[38] ایضاً، ص 133

Ibid, p 133

[39] ایضاً، ص 238

Ibid, p 138

[40] گھلو، امداد علی، قومی تحریک اور قیادت کا کردار، عاشقان قائد ملت جعفریہ پاکستان، 2019ء، ص 142

Ghalo, *Imdad Ali*, *Qaumi Tehreek aur Qiyadat ka Kirdar*, Ashiqan-e-Qaed-e-Millat Jafaria Pakistan, 2019, p. 142.